در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

[illegible] شاہ محمد غوث [illegible] علمی مجلہ بیادگار حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر [illegible] پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۸۹ — جلد نمبر ۸
یکم تا ۱۶ [illegible] ۱۹۹[illegible]ء — ۱۵ تا ۲۹ صفر ۱۴۱۷ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	سلام بحضور سرور کائنات	حضرت علامہ مولانا اعجاز احمد صدیقی	۳
۳	انوار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مدیر اعلیٰ	۴
۴	تجلیاتِ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۱
۵	عطر اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم	مدیر اعلیٰ	۱۵
۶	قرآن پاک میں نباتات و فواکہ	صوفی مشتاق احمد۔ ایم۔ اے	۲۲
۷	نور مبین پیکر بشریت میں	ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی	۲۶
۸	فخر موجودات کا حلیہ مبارک	سیدہ اُم بتول گیلانی	۳۰
۹	خاتم النبیین کی محققانہ توضیح	انوار الحق صاحب بی۔ اے	۳۶
۱۰	مواعظ حسنہ (حصہ اول)	مولانا مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	۴۷
۱۱	استفتاء مع الجواب	مولانا مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	۶۰

شذرہ

ربیع الاول شریف

مدیر اعلیٰ

ربیع الاول شریف انتہائی مقدس و بابرکت، فیوض رحمت اور خوشی و مسرت کا مہینہ ہے کیونکہ اس ماہ مبارک میں محبوب خدا، **امام الانبیاء، رحمت اللعالمین شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** تمام بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے خاتم النبیین بن کر جلوہ افروز ہوئے اور تمام انسانیت کو اصلاح و ترقی اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنے کے لئے ایسا عالمگیر پیغام عطا فرمایا جس پر عمل پیرا ہو کر وہ اس دنیا کو امن و چین، سکون و اطمینان اور راحت و محبت کا گہوارہ بنا سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہر دور میں اس ماہ مبارک کو خصوصیت کے ساتھ مناتے اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔

الحمد للہ ثم الحمد کہ فتنہ فساد سے پُر اس تاریک مادی دور میں بھی غلامان رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اپنے حق پرست اسلاف کی یہ سنت جاری رکھے ہوئے ہیں اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرنے کے لیئے دنیا کے کونے کونے میں جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کرتے ہیں اور ان نورانی محافل میں ذکر الٰہی، نعت خوانی، میلاد رسول شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں اللہ ت…

باقی ۳۸

سلام بحضور سید کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

حضور علامہ مولانا اعجاز احمد صاحب صدیقی اکبر آبادی

مجبور و مضطرب ہوں لاچار و بے نوا ہوں ناکام آرزو ہوں محروم مدعا ہوں
بگڑا ہوا مقدر، بھٹکی ہوئی دعا ہوں جو آ سکے نہ لب تک وہ آہ نارسا ہوں
پروردہ الم ہوں زحمت کش جفا ہوں یاد شہ عرب میں مر مر کے جی رہا ہوں
للہ میری سن لے بے کس ہوں بے نوا ہوں عازم ہے تو جہاں کا، اس در کا میں گدا ہوں
اپنے لبوں میں میرے دل کا پیام لے جا
اے رہرو مدینہ میرا سلام لے جا

سرگشتہ الم ہوں اور تنگ زندگی سے اب دور کا تعلق باقی نہیں خوشی سے
تکتا ہوں سب کی صورت حسرت سے بے کسی سے گھبرا گیا ہوں رنج و آلام زندگی سے
ممکن نہیں درما جز آپ کے کسی سے محروم ہوگیا ہوں عشرت کی روشنی سے
صرف اتنا عرض کرنا جاکر مرے نبی سے اے کاش حال پوچھیں آقا مرا مجھی سے
یہ نامۂ مصیبت حضرت کے نام لے جا
اے رہرو مدینہ میرا سلام لے جا

تم جان ہر دو عالم جانان کن فکاں ہو دنیائے معرفت کا شاداب گلستاں ہو
دنیا ہے سرخمیدہ وہ عرش آستاں ہو وہ کعبہ نظر ہے تم جلوہ گر جہاں ہو
اعجاز اور کسی کی چوکھٹ پہ نوحہ خواں ہو ہاں ہاں تمہیں علاج سوز غم نہاں ہو
اس کا ریاض دل گلریز و گلفشاں ہو کچھ روز اس جہاں میں وہ بھی تو شادماں ہو
دربار خسروی میں عرض غلام لے جا
اے رہرو مدینہ میرا سلام لے جا

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ولیکم مرتضیٰ من بعدی

حضور سید الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر ہے کہ "علی تمہارا ولی اور میرے بعد مرتضیٰ ہے"

حدیث ۹۰ حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا واصل بن عبد الاعلی الکوفی عن ابن فضیل عن الاجلح عن عبد اللہ بن بریدة عن ابیہ قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الیمن مع خالد بن ولید و بعث علیاً علی جیش اٰخر و قال ان التقیتما فعلی کرم اللہ وجہہ الکریم علی الناس وان تفرقتما فکل واحد منکما علی حدة فلقینا

بِبَنِيْ زُبَيْدٍ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ وَظَهَرَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَاتَلْتُ الْمُقَاتَلَةَ وَسَبَيْنَا الذُّرِّيَّةَ فَاصْطَفٰى عَلِيٌّ جَارِيَةً لِّنَفْسِهٖ مِنْهُنَّ فَكَتَبَ بِذٰلِكَ خَالِدُ بْنُ وَلِيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ اَمَرَنِيْ اَنْ اٰنَالَ مِنْهُ قَالَ فَدَفَعْتُ الْكِتٰبَ اِلَيْهِ وَ قُلْتُ مِنْ عَلِيٍّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ اَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هٰذَا مَكَانُ الْعَائِذِ بَعَثْتَنِيْ مَعَ رَجُلٍ وَاَلْزَمْتَنِيْ بِطَاعَتِهٖ فَبَلَّغْتُ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِيْ لَا تَقَعَنَّ يَا بُرَيْدَةُ فِيْ عَلِيٍّ فَاِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ مِنْ بَعْدِيْ

ترجمہ عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ بریدہ سے روایت کرتا ہے کہ بریدہ نے کہا کہ ہمیں جناب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خالد بن ولید کی معیّت میں یمن کی طرف بھیجا اور ایک دُوسرے لشکر پر علی (المرتضیٰ) کو امیر بنا کر بھیجا اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر تم دونوں لشکر مل جاؤ تو سب پر علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم امیر ہوگا۔ اور اگر تم الگ الگ رہے تو ہر ایک لشکر کا تم میں سے اپنا اپنا امیر ہوگا۔ پس ہم اہل یمن بنی زبید سے بالمقابل اکٹھے ہُوئے اور مسلمان مشرکین پر غالب آگئے پس جو لڑنے والے تھے وہ قتل ہُوئے اور اُن کی اولاد کو بندی بنایا۔ ان میں سے (جناب)

علی نے اپنے لِئے ایک کنیز چُن لی۔ تو خالد بن ولید نے یہ واقعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لکھا اور مجھے حکم دیا کہ میں یہ خط حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پُہنچا دوں۔ (بریدہ نے) کہا کہ میں نے وہ خط جنابِ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور میں نے بھی (جناب) علی (المرتضیٰ) کی بدی کی پس حضرت نبی کریم صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس پر غصہ کے آثار نمایاں ہُوئے۔ پس میں نے کہا کہ یہ مقام پناہ مانگنے کا ہے۔ (اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ بھیجا اور اس کا حکم ماننا مجھ پر ضروری ٹھہرایا۔ سو جو چیز اس نے مجھے دی، میں نے وہ پہنچا دی۔ پس مجھے رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اے بریدہ! (حضرت) علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم کی نافرمانی نہ کر یقیناً علی مجھ سے اور میں اُسی سے ہوں اور وہ میرے بعد بھی تمہارا ولی ہے۔

حلِّ لغت ظَهَرَ: ظہر کا صلہ جب علیٰ "آئے" تو اس کے معنی غلبہ پانا کے ہیں۔" اِصْطَفٰی: چُننا منتخب کرنا۔ برگزیدہ کرنا۔ جارِیَۃ: باندی، کنیز۔ اَنَالَ: پہنچا دوں۔ اِنَالَۃٌ: پہنچانا۔ نَیْلٌ یا نَالٌ یا نَالَۃٌ۔ پہنچنا۔ مُراد حاصل کرنا۔ گالی دینا۔

تشریح ارشاد ہے "ہمیں جناب کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نے خالد بن ولید کی معیّت میں یمن کی طرف بھیجا"۔ یعنی یمن کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کی امارت خالد بنِ ولید کو پیغمبرِ اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سونپی۔ ارشاد ہے "اور ایک دُوسرے لشکر پر علی المرتضیٰ کو امیر بنا کر بھیجا"۔ یعنی یمن کو فتح کرنے کے لِئے مختلف سمتوں سے دو لشکر روانہ فرمائے ایک کی قیادت خالد بنِ ولید کر رہے تھے اور دُوسرے کی قیادت جناب علی المرتضیٰ کر رہے تھے۔ ارشاد ہے "اگر تم دونوں لشکر مِل جاؤ تو سب پر علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم امیر ہوگا"۔ یعنی جب مختلف سمتوں سے آکر یہ دونوں لشکر ایک جگہ مِل جائیں تو پھر یہ دونوں لشکر ایک لشکر ہو جائے گا اور خالد بن ولید اپنے لشکر کی قیادت جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سونپ دیں گے اور تمام لوگوں کی قیادت اور سرداری جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرمائیں گے اور باقی جہاد وں حضرت علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم امیر ہوں گے۔ ارشاد ہے "اور اگر تُم الگ الگ رہے تو ہر ایک لشکر کا تم میں سے اپنا اپنا امیر ہوگا"۔ یعنی جب تک یہ دونوں لشکر اکٹھے نہ ہو جائیں، ہر ایک لشکر اپنے اپنے امیر کی قیادت میں لڑتا رہے۔ ایک لشکر کا امیر خالد بنِ ولید ہوگا اور دُوسرے کا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔ ارشاد ہے

"پس ہم اہل یمن بنی زبید سے بالمقابل اکٹھے ہوئے" یعنی دونوں لشکر یکجا ہوگئے اور یمن کے قبیلہ بنی زبید کے مقابلہ میں جناب علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کی قیادت میں صف آراء ہوگئے۔ ارشاد ہے "مسلمان مشرکین پر غالب آگئے" یعنی مشرکوں نے شکست کھائی اور مسلمانوں کو فتح و ظفر نصیب ہوئی۔ ارشاد ہے "پس جو لڑنے والے تھے وہ قتل ہوئے" یعنی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ہر طاقتور، جوان لڑا اور مسلمانوں نے انہیں کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ ارشاد ہے۔ "اور ان کی اولاد کو بندی بنایا" یعنی جو باقی عورتیں اور چھوٹے بچّے رہ گئے وہ مسلمانوں نے قیدی بنا لیئے۔ ارشاد ہے "اِن میں سے (جناب) علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ الکریم نے اپنے لیے ایک کنیز چُن لی" یعنی اس قبیلہ کی قیدی عورتوں سے ایک عورت کو علی المرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے اپنے لیئے بطورِ باندی کے لے لیا۔ ارشاد ہے "مجھے حکم دیا کہ میں یہ خط حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچادوں" یعنی (جناب) علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کی یہ شکایت سے بھرا ہُوا خط پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچا دوں۔ ارشاد ہے "پس میں نے کہا کہ یہ مقام پناہ مانگنے کا ہے" یعنی میں آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غصّہ و غضب سے

گزشتہ سے پیوستہ

تجلیات غوثیہ

مدیر اعلیٰ

سالک کو جان لینا چاہیے کہ جب اس پر فنا متمکن ہو جائے تو اس کے بعد بقایا اللہ کا مرتبہ ہے اور یہ اس مقام پر سالک کو تجلیات اسمائی، صفاتی اور ذاتی کی خلعت بقا سے آراستہ کر کے صفات حقیقی کے منصب پر فائز کرتی ہے اور یہ صفات حقیقی سالک کی صورت میں صفات سالک بن کر جلوہ آرا ہوتی ہیں کیونکہ حق تعالیٰ اس کے اوصاف اور قویٰ بن جاتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ "بندہ نفل عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں حتیٰ کہ میں (بلا کیف) اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ پکڑتا ہے"

اس کو قرب نوافل کہا جاتا ہے اس کہ یہ قرب الٰہی اسے نوافل کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ نوافل سالک خود ادا کرتا ہے یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس پر فرض نہیں کئے گئے ہیں لہذا سالک کا فاعل ہونا ثابت ہے اور اگر قرب فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے ہو تو وہاں فاعل حق تعالیٰ ہو گا اور فرائض ادا کرنے والا یعنی عبد سالک "بمنزلۂ آلہ" کے ہو گا کیونکہ یہاں فرائض میں فاعلیت عبد کی اپنی نہیں ہے اور اپنے آپ سے کچھ بھی نہیں کرتا اس کو قرب فرائض کے نام سے موسوم کرتے

ہیں اور اگر ان دونوں مراتب میں جمع ہو جائے اور عبد بالکل مفعول ہو جائے تو یہ مرتبہ قرب جمع الجمع اور قاب قوسین بھی کہلاتا ہے جیسا کہ آیتہ کریمہ "ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللہ" یا و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی سے واضح ہوتا ہے (بے شک جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی سوائے اس کے نہیں کہ انہوں نے اللہ سے بیعت کی اور نہیں مارا جبکہ آپ نے مارا لیکن وہ اللہ نے مارا اور دوسری مرتبہ اطلاق ہے جس مرتبہ کو چاہے اس مرتبہ سے متصف ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ کو احدیث الجمع اور مقام اودنی کہتے ہیں

اور مرتبہ وحدت جو مرتبہ ذات ہے بالحاظ صفات کے بلکہ ذات کے لئے بالحاظ قابلیت صفات کے دیکھا جائے تو اس کو حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور یہ مرتبہ تمام تعینات کا مبرا ہے نیز اس مرتبہ کو عقل کل اور قلم اعلی بھی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو تعین اول کا نام بھی دیتے ہیں۔

۱۔ رواہ البخاری حوالہ مشکواۃ شریف، باب ذکر اللہ عز و جل و تقرب الیہ (فصل اول)

۲۔ جمع الجمع :۔ سلوک میں اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں ہے اس حقیقت کا انکشاف کہ خلق حق سے قائم ہے اس مقام پر حق کا جمیع موجودات میں مشاہدہ ہوتا ہے اس صفتوں سے متصف ہونا قرب جمع الجمع ہے

۳۔ قاب قوسین :۔ وہ مقام القال ہے جہاں سے احدیث اور واحدیت کی قوسین میں امتیاز پیدا ہوتا ہے یہ غایت ہے حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج و

شہود و وجدان کی قبل فنافی اللہ کے

۴۔ احدیث الجمع:۔ کیونکہ اعتبار ذات من حیث ہی بلا اعتبار اسقاط صفات و اثبات صفات بھی اس مرتبہ امین ہے نیز واحدیت یعنی صفات کا اعتبار اجمالی بھی اس میں درج ہے سر دلبراں ص ۳۵۰

۵۔ اوادنی:۔ وہ مقام ہے جہاں سطوت نور تجلی ذات میں قوسین کے باہم متصل ہونے کا امتیاز بھی پایا جاتا رہتا ہے اور ایک ہی چیز رہ جاتی ہے غرض یہ کہ اوادنی کا مقام قاب قوسین سے بھی ارفع و اعلی ہے سر دلبراں ص ۳۷۳

۶۔ مرتبہ وحدت:۔ وحدت میں احدیث اور واحدیت دونوں شامل ہیں یہ ایک جہت سے احدیث سے متصل ہے تو دوسری جہت سے واحدیت ہے اس میں ذات و صفات اور ظہور و بطون دونوں شامل ہیں دونوں کی جامع اور دونوں کی حد فاصل ہے (سر دلبراں ص ۳۴۸)

۷۔ حقیقت محمدیہ:۔ حقیقت انسانی کی اصل حقیقت محمدی ہے حق تعالیٰ نے سب سے پہلے تنزل حقیقت محمدی میں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو سب سے پہلے چمکا اور جس سے تمام کائنات تخلیق ہوئی آپ اصل ہیں جملہ کائنات کی، آپ خلاصۃ الموجودات ہیں (سر دلبراں ص ۳۶)

۸۔ تعینات:۔ یہ تعین کی جمع ہے اس کے معنی ہیں حق تعالیٰ کا اپنی ذات کو پانا (سر دیراں ص ۱۴۰)

۹۔۱۰:۔ عقل کل اور قلم اعلیٰ حقیقتاً ایک ہی نور کے دو نام ہیں جب عہد کی

جانب اس کی نسبت کی جاتی ہے تو اسے عقل اول اور جب حق تعالیٰ کی جانب اس کی نسبت کی جاتی ہے تو اسے قلم اعلیٰ کہتے ہیں۔

۱۱۔ **تعین اول**:۔ وحدت جہاں حق تعالیٰ نے اپنے وجود کو پایا اور انا فرمایا۔

عطر اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مدیر اعلیٰ

عطر لگانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور یہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبوب تھی اس کا ذکر احادیث مبارکہ میں تفصیل سے آیا ہے صحیح ترمذی شریف کے مولف حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب شمائل النبویہ میں اس موضوع پر ایک الگ باب قائم کیا ہے اس کتاب کی عالمانہ و عارفانہ اردو شرح مدیر اعلیٰ الحسن نے فرمائی ہے چنانچہ وہاں سے یہ باب شمارہ ہذا میں شامل کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کی شام جان معطر ہو جائے۔

باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب ہے جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر لگانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات:- **تعطر**، خوشبو لگانا

تشریح:- اس باب میں حضور سراپا نور، سرور عالم و عالمیان، صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر یعنی خوشبو استعمال کرنے، عطر کا تحفہ قبول کرنے اور مرد کو کس قسم کی خوشبو اور عورت کو کس قسم کی خوشبو استعمال کرنے کا ذکر ہے۔

مسلمان مرد کو جمعہ کے دن، عیدین کے دن، با جماعت نماز کے اوقات میں، قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، علوم اسلامیہ کے درس کے وقت اور ذکر الٰہی کرنے کے وقت عطر لگانا چاہیئے۔

حدیث:- حدثنا محمد بن رافع و غیر واحد قالو ابنانا ابو احمد الزبیری حدثنا شیبان عن عبداللہ بن المختار عن موسیٰ ابن انس بن مالک عن ابیہ قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سکتہ یتطیب منہا۔

ترجمہ۔ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول پاک صلی اللہ و آلہ وسم کے پاس خوشبو تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خوشبو لگاتے تھے۔

حل لغات:- سکتہ ایک قسم کی خوشبو یا وہ ڈبیہ جس میں خوشبو رکھتے ہیں۔

تشریح:- جناب سید الانس والجان، سراپا حسن و جمال، ہادی کل، امام الانبیاء والرسل، عالم علوم اولین والآخرین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجود اطہر ہر وقت خوشبو سے معطر اور مہکتا رہتا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں تشریف لے جاتے تو صحابہ فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو اس راستہ میں پھیل جاتی اور ہم سمجھ لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی راہ سے گزرے ہیں لہٰذا ہم اسی خوشبو پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچ جاتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمتہ الباری "جمع الوسائل جلد" دوم "ص ۱" پر ابو یعلی اور البزاز سے بسند صحیح لکھتے ہیں۔

" انہ کان اذا مر من طریق وجدوا منہ رائحتہ الطیب و قالو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من ھذا الطریق"

اور دارمی بیہقی و ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں۔

"انہ لم یکن یمر بطریق فیتبعہ احد الا عرف انہ ملکہ من طیب عرقہ و عرفہ ولم یکن یمر بحجر الا یسجد لہ"

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینہ مبارک کی خوشبو کی وجہ سے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے تھے اور کسی ایک پتھر پر سے آنخضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر نہ ہوتا مگر وہ پتھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتا۔"

صحیح مسلم میں ہے کہ

انہ نام عندام انس فعرق فسلتت عرقہ فی قارورتہا فاستیفظ فقال ما ھذا الذی تصنعین یا ام سلیم فقالت ہذا عرقک نجعلہ لطیبنا و ہوا طیب الطیب

یہ کہ سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے گھر نیند فرما رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آرہا تھا انہوں نے اس پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں نچوڑ کر رکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا یا ام سلیم تم یہ کیا کر رہی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آنجناب کا پسینہ مبارک ہے ہم اسے بطور خوشبو کے اکٹھا کرتے ہیں اور ہر قسم کی خوشبو سے نفیس تر خوشبو ہے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ برکت کے لئے اپنے بچوں کو لگاتے ہیں آپ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اچھا کرتی ہے علامہ علی القاری رحمتہ اللہ ابو یعلی سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلت ای مسح باصبعہ لمن استعان بہ علی تجہیز بنتہ من عرقہ فی قارورۃ وقال مرھا فلتطیب بہ فکانت اذا تطیبت بہ شم اھل المدینہ ذالک الطیب فسموا بیت المتطیبین

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی کے جہیز کے لئے کچھ کپڑے تیار کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک طلب کرنے کے لئے آیا آپ نے اپنے دست مبارک کی ایک انگلی کو اپنے اس مبارک پسینہ سے تر کیا جو کہ ایک شیشی میں بند کیا ہوا تھا اور پھر چند قطرے اس صحابی کو عطا کئے اور فرمایا کہ اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ جب وہ جہیز کے کپڑے پہنے تو پسینہ کے ان قطروں کو بطور خوشبو استعمال کرے اس کے بعد جب کبھی وہ نیک بخت خاتون یہ خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس کو سونگھتے اور اس گھر میں خواتین جمع ہو جاتیں اس کے بعد اس گھر کا نام ہی (بیت المتطیبین) خوشبو سونگھنے والے کا گھر مشہور ہو گیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو اس کا ہاتھ تمام دن خوشبو سے مہکتا رہتا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا اتنا اثر تھا جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو اس کے سر میں سے اتنی

خوشبو آتی کہ وہ بہت سے بچوں میں بھی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا۔

"جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی معطر ہوا کی طرح پایا جو کسی عطر فروش کی کی شیشی یا صندوقچی سے نکلتی ہے"

"ام عاصم کہتی ہیں کہ ہم عتبہ کی زوجیت میں چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک اس کوشش میں رہتی کہ وہ خوشبو اپنے شور عتبہ سے بڑھ جاتے اور عتبہ.... تھا کہ وہ صرف اپنی داڑھی کو ایک عام تیل لگاتے اس کے سوا اور کوئی خوشبو نہ استعمال کرتے لیکن اس کے باوجود ہم سب سے زیادہ معطر اور پاکیزہ تھے جب گھر سے نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے اس خوشبو سے زیادہ نفیس خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ لگاتے ہیں ام عاصم کہتی ہیں کہ میں نے ایک روز عتبہ سے کہا کہ ہم بہتر سے بہتر خوشبو لگانے کی کوشش کرتی ہیں مگر آپ کی خوشبو سے نہیں بڑھ پاتیں آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے مجھے نبی علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک بیماری لگ گئی تھی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا بیماری کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کپڑے (یعنی قمیض وغیرہ) اتارنے کا حکم دیا میں نے کپڑے اتار دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک پر پھونک ماری پھر اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر پھیرا اس روز سے میرے پورے جسم میں یہ خوشبو مہکی ہوئی ہے"

حضرت الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل النبھانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول میں تحریر

فرماتے ہیں کہ "اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ دوسری تمام خوشبوؤں سے مختلف ہوتی تھی" نیز فرماتے ہیں مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو کثرت سے پسینہ آتا تھا چہرہ انور پر پسینہ آتا تو موتیوں کی طرح محسوس ہوتا اور اس کی خوشبو مشک اور اذفر سے بھی زیادہ ہوتی۔"

(حدیث ۲۰۹ ص ۲) حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن بن مهدی حدثنا عزرة بن ثابت عن ثمامه بن عبدالله قال کان انس بن مالک لا یرد الطیب وقال انس ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان لا یرد الطیب،

"ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہیں کرتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔"

تشریح:۔ یعنی جو خوشبو ہدیہ "و تحفہ" دی جائے اس کو قبول کرنا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کے تحفہ کو قبول فرماتے تھے اور رد نہیں فرماتے تھے خوشبو کے ہدیہ کو قبول کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ہدیہ اتنا قیمتی نہیں ہوتا کہ پیش کرنے والے کو گراں گزرے دوسرا یہ کہ تھوڑی مقدار میں ہوتا ہے کہ لینے والے کی طبیعت کو محسوس نہیں ہوتا چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے

"من عرض له ریحان فلا یرده فانه خفیف المحمل و طیب الریح

در حقیقت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی کی دل شکنی پسند ہی نہیں فرماتے تھے اور اس قسم کے تحفہ قبول نہ کرنا دل شکنی کا سبب بن سکتا ہے لہذا حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ ہدیہ رد نہیں فرماتے تھے اور چونکہ خوشبو تو بہت پسند تھی اس لئے اس ہدیہ جمیلہ کو قبول کرنا بہت ہی اجمل اور احسن بات تھی۔

(حدیث ۲۱۰ ص ۲) "حدثنا قتیبہ بن سعید حدثنا ابن ابی فدیک عن عبداللہ بن مسلم ابن جندب عن ابیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ثلاث لا ترد الوسائد الدھن و الطیب واللبن"

ترجمہ۔ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں تکیہ، تیل، خوشبو، اور دودھ۔

حل لغات:- الوسائد تکیہ و مسادۃ کی جمع ہے

الدھن تیل خوشبودار اللبن دودھ

تشریح:- بعض شمائل شریف کے نسخوں میں صرف الوسائد الدھن اور اطیب ہے یعنی اللبن نہیں ہے بعض میں الوسائد، الدھن اور اللبن ہے الطیب نہیں ہے بعض شارحین نے فرمایا ہے الرحمن کا بدل الطیب یعنی ان تین چیزوں کو واپس نہیں لوٹانا چاہئے بلکہ لے لینا چاہیئے تکیہ خوشبودار تیل اور دودھ صاحب اتحافات الرمانیہ لکھتے ہیں کہ امام سیوطی نے سات اشیاء تک اسے پہنچایا ہے و نظمھا بعضھم فقال

قرآن پاک میں نباتات و فواکہہ

صوفی محمد مشتاق صاحب ایم اے

قرآن پاک میں نباتات و فواکہہ کا ذکر بار بار آیا ہے بعض بظاہر ایک ہی شکل و صورت میں ہیں لیکن رنگ اور ذائقے کے اعتبار سے قدرت نے ان میں حسین اختلاف پیدا کیا ہے خواص و فوائد کے لحاظ سے بھی عام اثمار اور نباتات میں یکسانیت نہیں ہے شکل و صورت، رنگ و ذائقے اور خواص و فوائد کے اختلافات میں کائنات کا حسن رنگینی اور منفعت کا نظام مضمر ہے۔

ذیل میں ہم ان اثمار اور نباتات کا ذکر کر رہے ہیں جو عام نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے خواص و فوائد عام ہیں بلکہ قدرت نے ان میں عالم انسانیت کے لئے شفاء و خیر کے خزانے مضمر کر رکھے ہیں اس ضمن میں مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا ہر دو آیات پارہ ۲۹ سورہ الدھر رکوع ۱ میں مطالعہ فرمادیں۔

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا"

ویسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا۔۔۔۔سلسبیلا

پہلی آیت ان الابرار کی وضاحت کچھ یوں ہے " بے شک نیکو کار لوگ قیامت کے دن ایسی شراب کے جام پئیں گے جس میں کافور کے پانی کی آمیزش ہو گی یہ کافور دنیاوی رنگ ڈھنگ کا نہیں ہو گا بلکہ جنت الفردوس کا ایک خاص چشمہ ہو گا جو مقربین خالق ذوالجلال کے لئے خاص طور پر موجود ہو گا اس کی تسکین آفریں ٹھنڈک

خوشبودار اور فرحت افزا ذائقہ اور سفید رنگ کی سکون آفریں کشش کی وجہ سے کافور کے نام سے موسوم ہو گا (وہ چشمہ ان کے تصرف میں ہو گا جنتی جس طرف چاہیں گے چشمے کے سوتے اس طرف بہتے چلے جائیں گے بعض مفسرین کے خیال میں اس چشمے کا منبع حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا قصر مبارک ہو گا وہاں سے اس مبارک چشمے کی شاخیں انبیاء کرام اور مومنین کی اقامت گاہوں تک بحکم خالق اکبر بہتی چلی جائیں گی۔

دوسری آیت ویسقون فیها کاسا۔۔۔سلسبیلا

مقربین بارگاہ ایزدی کو (چاندی کے بنے ہوتے آبخوروں میں کہ سفید بے داغ اور فرحت بخش ہوں گے اور چمک دمک میں شیشے کی مانند دکھائیں دیں گے) سونٹھ کی آمیزش والا فرحت بخش مشروب پینے کے لئے دیا جائے گا جنت میں ایک خاص قسم کا چشمہ ہو گا جس کو سلسبیل کہتے ہیں (مقربین خاص اس چشمے کا پانی پئیں گے باقی اہل جنت کو ایسی شراب دی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی یہ چشمہ عرش کے نیچے جنت عدن سے ہوتا ہوا تمام جنتیوں کے پاس سے گزرے گا ذیل میں کافور اور زنجبیل کے فوائد اور استعمال کے متعلق مفسرین کرام اور محققین علم نباتات کی آرا دی جاتی ہے جن کے مطالعہ سے یقیناً علم میں اضافہ ہو گا۔

تفسیر ماجدی میں، کافور کے فوائد کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے جنت کا کافور دنیاوی کافور سے ذائقے لطافت، حسن و خوبی اور منفعت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہو گا دنیاوی کافور میں اگر کسی قسم کی مضرت اور قباحت ہو گی تو جنت کے کافور میں ان کا شائبہ

تک نہیں ہو گا۔

صاحب تفہیم القرآن لکھتے ہیں کہ جنت میں کافر ملا پانی نہ ہو گا بلکہ ایک ایسا قدرتی چشمہ ہو گا جس کے پانی کی صفائی، ٹھنڈک، خوشبو کافور سے ملتی جلتی ہو گی تفسیر حقانی میں مذکور ہے کہ جنت میں شراب طہور کا وہ جام پینے کو ملے گا جس میں چشمہ کافور کے نشاط افزا پانی کی آمیزش ہو گی یا اس پانی کا مزاج کافوری ہو گا انگریزی زبان میں شارح القرآن جناب یوسف علی نے کافور کو Camphor کا ہم معنی بتایا ہے اور وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کافور ٹھنڈک پہنچاتا ہے وجود کو تازگی بخشتا ہے اور مشرقی ممالک میں ٹانک کے طور پر استعمال ہوتا ہے محققین کے مطابق سب سے پہلے ملایا میں کافور دریافت ہوا پھر چین اور ہندوستان میں متحسین نے اسے دریافت کیا قصہ مختصر مزاجھا کافورا" کا مطلب ٹھنڈک بخشنے والے مشروب کا جام ہو سکتا ہے صاف و شفاف پانی کا چشمہ بھی کہا جا سکتا ہے اور خاکی خوشبو والا شربت بھی۔ بہر کیف ان ہر سہ مطالب میں سے کوئی بھی مطلب لیا جائے اس ارشاد ربی کی صداقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے جنت میں انتہائی فرحت بخش مشروبات فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۲) ویسقون فیھا کاسا..... سلسبیلا اس آیت کریمہ کے سلسلے میں فوائد استعمال اور خواص کے ضمن میں مندرجہ ذیل تفصیل اور معلومات یقیناً" بہت فائدہ مند ثابت ہوں گی اور وہاں (یعنی جنت الفردوس میں) اللہ کے نیک بندوں کو ایک ایسے مشروب کا جام پلایا جائے گا کہ جس میں زنجبیل (یعنی ادرک کی فرحت افزا) کی

آمیزش ہو گی تفسیر مظہری کے مطابق سونٹھ کی آمیزش والی شراب اہل عرب کے ذوق سے مناسبت رکھتی تھی لہذا انہی کے ذوق کی تسکین کے مد نظران کے ساتھ وعدہ فرمایا گیا تفہیم القرآن کے مطابق عرب کے لوگ شراب کے ساتھ سونٹھ کے ذائقے والے پانی کو پسند کرتے تھے۔

محققین کی تحقیقات کے مطابق ادرک کے پودے کا اصل وطن ہندوستان مانا گیا ہے یہیں سے یہ عرب میں متعارف ہوئی اور وہاں سے عرب تاجروں کے ذریعے دنیا کے دوسرے ممالک میں اسے متعارف کرایا گیا علم نباتات کے ماہرین نے لکھا ہے کہ ادرک ایک حیرت انگیز اور انتہائی فائدہ بخش نباتات میں سے ہے ادرک کا تیل، ادرک کا مربہ اور ادرک کا ریزن اس کے مفید ترین مصنوعات ہیں جو متمدن دنیا کے بازاروں میں غذائی اعتبار سے بہت مقبول ہو چکی ہیں دنیا کے بڑے بڑے حکماء اور معالجوں نے طبی اعتبار سے اس کے بے شمار فوائد لکھے ہیں حکیم جالینوس نے فالج اور Cold Humoxs سے پیدا ہونے والی ساری شکایات میں ادرک کو بے انتہا مفید پایا ہے حکیم بو علی سینا کی تحقیقات کے مطابق ادرک قوت باہ کو متحرک کرتی ہے اکثر حکماء کا قول ہے کہ ادرک کا عرق ذیابیطس، پرانی گھنٹیا اور جگر کی بیماریوں میں مفید ہے ادرک معدے اور آنتوں کی خرابی دور کر کے انہیں طاقت بخشتی ہے۔

لیمو، ادرک اور لاہوری نمک کے ساتھ استعمال سے ہاضمہ بہتر ہوتا ہے ہیجانی کیفیت میں افاقہ ہوتا ہے سونٹھ کے ٹکڑے چوسنے سے گلے اور آواز کی خرابی جاتی رہتی ہے الغرض ادرک نہ صرف غذا کو خوش ذائقہ بناتا ہے بلکہ مختلف امراض کا شافی علاج بھی

ہے۔

اب ذیل میں نباتات اور اثمار کے قبیلے کی دو اہم اور غیر معمولی چیزوں کا بیان کیا جاتا ہے جو زیادہ تر دنیا کے مخصوص حصوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ ادرک کی طرح اس کے فوائد بھی کثیر المقاصد اور کثیر الجہت میں یہ دو چیزیں انجیر اور زیتون ہیں۔

پارہ ۳۰ سورہ التین میں رب العزت ارشاد فرماتے ہیں **والتین والزیتون۔ وطور سینین۔ وھذا البلد الامین۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔** قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی، طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی یعنی مکہ معظمہ کی کہ انسان کو ہم نے حسین ترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا (نہ صرف ظاہری حسن و جمال بلکہ باطنی تقدس کی دولت سے بھی مالا مال کیا) آیت کریمہ رب کائنات نے انجیر اور زیتون کی قسم کھا کر ان دونوں کو انسان کی نظر میں باوقر بنا دیا ہے اس کے علاوہ دنیا کے دو انتہائی اہم مقامات یعنی طور سینا اور مکہ مکرمہ کی قسم کھا کر آگے آنے والی حقیقت کی اہمیت اور عظمت کو پرزور الفاظ میں اجاگر کیا ہے ان دو اہم نباتات اور دو انتہائی محترم مقامات کی قسم کھانے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ خالق اکبر نے انسان کو کائنات کی حسین ترین مخلوقات میں ایک ایسے نادر شہکار کے روپ میں پیدا کیا کہ جس کے مقابل کائنات کی دوسری مخلوقات کا مرتبہ و مقام پست ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی سب مخلوق انسان کی تابع فرمان بنادی گئی ہے۔

انجیر اور زیتون کے خواص اور فوائد کے سلسلے میں سید محمد نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں اپنے خیالات کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔ انجیر نہایت عمدہ

میوہ ہے جس میں فضلہ نہیں اس لئے سریع الہضم، کثیر النفع ملین محلل، دافع ریگ مفتح مسدہ، جگر بدن کا فربہ کرنے والا، بلغم کو چھانٹنے والا ہے۔ زیتون ایک مبارک درخت ہے اس کا تیل روشنی کے کام آتا ہے اور بجائے سالن کے استعمال کیا جاتا ہے اس کا درخت خشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے جس میں دہنیت کا نام و نشان تک نہیں ہوتا بغیر خدمت کے پرورش پاتا ہے ہزاروں برس تک رہتا ہے" مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں" انجیر و زیتون دونوں چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کے حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی مشابہت رکھتی ہیں لہذا آیت کے مضمون کو ان دونوں میوہ جات کی قسم سے شروع کیا گیا ہے پھر نفس مضمون کو زیادہ موقر بنانے کے لئے طور سینا کی قسم کھائی گئی ہے کیونکہ وہاں اللہ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف عطا کیا تھا پھر آگے بیان کردہ حقیقت کی عظمت اور صداقت کو زیادہ موثر اور موقر ظاہر کرنے کے لئے امن والے شہر (یعنی مکہ مکرمہ) کی قسم کھائی کہ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مولا ہے اور آپ کو رسالت کا منصب اور ذمہ داری بھی اسی مقدس شہر میں سونپی گئی تفہیم القرآن میں مولانا مودودی نے انجیر اور زیتون سے مراد شام و فلسطین کے وہ مقدس مقامات لئے ہیں جہاں یہ درخت بکثرت پائے جاتے ہیں اور جہاں بہت سے انبیاء کرام پیدا ہوئے تھے تفسیر حقانی میں لکھا ہوا ہے" تین اس شہر کا نام ہے جو آج دمشق کے نام سے مشہور ہے اور زیتون بیت المقدس کو کہتے ہیں" تفسیر ماجدی میں ایک الگ نظریہ پیش کیا گیا ہے صاحب تفسیر لکھتے ہیں" کہ

سورہ تین میں جو چار قسمیں کھائی گئی ہیں ان کا اشارہ دراصل چار شریعتو کی طرف ہے بلد الامین کا اشارہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسم کی طرف ہے کہ یہیں سے دین محمدی کی شروعات ہوئی ہیں طور سینین کا اشارہ شریعت موسوی کی طرف ہے زیتون کا اشارہ مسیحی مواعظہ کی طرف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا مشہور وعظ کوہ زیتون پر ارشاد فرمایا تھا" انجیر کا اشارہ بعض معاصر علماء کے خیال کے مطابق ہندوستان کے مہاتما گوتم بدھ کی طرف ہے (کہ جنہیں نروان یعنی رضائے الٰہی اغلبا" انجیر کے درخت کے نیچے چلہ کشی سے حاصل ہوا)

حاصل کلام یہ ہے کہ سورہ التین میں انجیر و زیتون سے مراد خواہ اشجار و اثمار ہوں یا مقدس مقامات ہوں پہاڑ ہوں یا شریعتیں ہوں اصل حقیقت یہ ہے کہ رب مہربان نے اپنے بے پایاں احسانات کا ذکر کر کے اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ رب العزت نے انسان کو حسین و جمیل سانچے میں ڈھال کر اشرف المخلوقات کے معزز ترین لقب سے نوازا۔ محققین نے انجیر کے متعلق طبی نقطہ نظر سے کچھ اور مفید انکشافات کئے ہیں جن کا مطالعہ یقینا" دلچسپی سے خالی نہ ہو گا طویل بیماری کے بعد صحب یابی کے دوران میں انجیر کھانا بہت مفید سمجھا جاتا ہے یہ طبیعت کو نرم کرتی ہے اس کے خشک پھلوں میں پچاس فیصد سے زیادہ شکر ہوتی ہے اس کے علاوہ کئی قسم کے مفید ترشے Acids پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ایک بہت اہم Enzyme جس کا نام Ficin ہے اس میں پایا جاتا ہے اس لئے یہ ملین ہے معدہ کی امراض میں مفید ہے گردوں کو صاف کرتی ہے جسم پر پھوڑے پھنسی نکل آئیں تو

انجیر یا اس کا شربت فائدہ مند ہے ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ انجیر بواسیر نقرس کے لئے نافع ہے۔

اب ذرا زیتون کے فوائد کے بارے میں مزید تفصیل ملاحظہ فرمادیں زیتون کا ذکر سورہ التین کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر بھی کیا گیا ہے۔

(۱) پارہ ۸ سورۃ انعام رکوع ۱۲ اور رکوع ۱۴

(۲) پارہ ۱۴ سورۃ النحل رکوع ۲

(۳) پارہ ۱۸ سورۃ المومنون رکوع ۵

(۴) پارہ ۱۸ سورۃ النور رکوع ۵

(۵) پارہ ۳۰ سورہ عبس

زیتون کی غذائی خصوصیات بے شمار ہیں ماہرین طب اور محققین علم نباتات نے انجیر کی طرح زیتون کی بے انتہا طبی افادیت اور اہمیت پر بحث کی ہے پرانے زمانے میں طویل سفر یا جنگوں کے دوران روٹی کو شہد اور روغن زیتون میں بھگو کر کھایا جاتا تھا کافی عرصہ تک روغن زیتون کو غذائی طور پر استعمال کرنے سے جسم سے تیزابیت کی تکلیف کو دور کرنے میں مدد ملتی ہے روغن زیتون کا خاصہ ہے کہ وہ السر کی تکلیف کو مٹاتا ہے جلد کی مختلف بیماریوں میں بالعموم اور داد کے علاج میں بالخصوص نہایت مفید ہے دل کے امراض میں جہاں چربی کا استعمال نقصان دہ سمجھا جاتا ہے زیتون کے تیل کا استعمال سودمند ثابت ہوتا ہے۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ زیتون کا تیل کھانے کے

طور بھی استعمال کرو اور مالش کے طور پر بھی۔ اس لئے کہ ارشاد خداوندی کے مطابق یہ بابرکت درخت کا تیل ہے (اس ضمن میں دیکھیں سورہ النور پارہ ۱۸، رکوع ۵) اللہ جل جلالہ نے زیتون کی قسم کھا کر نہ صرف اس کے گوناگوں فیوض و برکات پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے بلکہ مغربی مفکرین نے پرواز کرتی فاختہ کی چونچ میں زیتون کی پتی کو علامتی طور پر امن، سلامتی اور خوشی کے پیام بر کے طور پر دنیا بھر میں متعارف کرا کر اسے عالمگیر صداقت کا درجہ عطا کر دیا ہے۔

بقایا شذرہ

و تعالیٰ مسلمانوں کے اس ذوق میں شوق میں مزید اضافہ فرمائے اور انہیں پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت و اطاعت سے سرشار فرمائے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام نامی و اسم گرامی پر انہیں متحد و متفق ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ سیسہ پلائی دیوار بن کر کفار و منافقین کے حملوں و سازشوں کا مقابلہ کر سکیں۔

آمین ثم آمین وبجاہ المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

نورِ مبین پیکرِ بشریت میں

صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی

سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(حضرت شاہ احمد رضا خاں)

لو! وہ نورِ نبوت جس کے فیضانِ کرم سے آسمانِ نبوت پر ایک لاکھ چالیس ہزار انجم نمودار ہوئے،

اب ظاہر ہو رہا ہے اور صبحِ صادق کے انوار سے عالم منور ہونے کو ہے
اور اب یہی نورِ مبینؐ

شانِ نبوت کی آخری تجلی، ربِ کریم کی رحمت کا پیکرِ رحمت بن کر دلوں کو مژدہ بہار سنانے کو ہے

"حضرت ابراہیم علیہ السلام"

کے بعد ایک طرف اس کا فیضانِ نبوت کچھ اس طرح جاری و ساری رہا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بعد جس قدر انبیاء بنی اسرائیل میں آئے وہ سب اس نورِ مبینؐ کے صفات کا ظہور تھے آپؐ ہی کی انابت، استقامت، حلم، علم، جمال، کمال، صبر، شکر، زہد اور علوئے مرتبت کے پرتو نبوت تھے۔

نور مبین خود حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اور حضرت عبداللہ ذبیح اللہ

تک اپنا صلبی سفر طے کرتا رہا ابھی آپؐ شکم مادر ہی میں تھے کہ آپؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا کہ نبی آخر الزماںؐ کی یتیمی کی وہ پیش گوئی سچ ثابت ہو جو کتب سابقہ میں بیان کی گئی۔

یہ نور مجسم یہ در یتیمؐ بارہ ربیع الاول کو عام الفیل کے چالیس یا پچپن دن بعد دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت حضرت آمنہ کے آغوش مبارک میں عالم کے لئے رحمت بن کر جلوہ گر ہوا۔ صلی اللہ علیہ علی النبی الامیّ و علیٰ اٰلہٖ و سلم آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی تاریخ پیدائش بعض نے نو بعض نے دو بعض نے سترہ ربیع الاول اپنے اپنے حساب سے نکالی ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دن دو شنبہ کا تھا اور وقت صبح صادق کا۔ میلاد مبارک آج بھی خواص و عوام میں بارہ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے اس حساب میں یہ بیس اگست ۵۷۰ء ہوتی ہے اور اہل عرب اس حکومت سے قبل اس تاریخ کو حضورؐ کے دولت کدہ پر حاضری دیتے تھے اور نذرانہ صلواۃ و سلام پیش کرتے تھے مصر میں اسی روز بڑی شان سے جشن میلاد النبی منایا جاتا، جس کا ذکر حضرت شیخ محمد رضا، سابق مدیر مکتبہ جامعہ قاہرہ نے اپنی کتاب "محمد رسول اللہ" میں تفصیل سے کیا ہے۔

"ظہور قدسی اس طرح ہوتا ہے"

کہ حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جس وقت محمد صلی اللہ علیہ و سلم متولد ہوتے اس وقت میں نے دیکھا کہ آپؐ سجدے میں ہیں اور دونوں انگشتہائے مسبحہ آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے ہیں اور تضرع کے مانند گریہ کناں ہیں۔

(مدارج نبوت جلد دوم صفحہ ۲۶)

سیرت نگاروں نے تفصیل سے حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کا بیان کیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت ہاجرہ اور ان کے پیارے بچے کے عرب کی بے آب و گیاہ زمین میں قیام کے واقعات لکھے ہیں ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ مبارکہ میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ آپؐ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں اس لئے قریش بغیر کسی اختلاف رائے کے عدنانی ہیں اور عدنان کے اسماعیلی ہونے میں دو رائے کی گنجائش ہی نہیں۔

(قصص القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۵۵)

علماء انساب نے نسب نامہ کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔

محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

(قصص القرآن صفحہ ۲۵۵)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیلؑ کی نسل میں سے کنانہ کو ممتاز بنایا اور کنانہ میں قریش کو عزت و عظمت بخشی اور قریش سے بنی ہاشم کو امتیاز عطا فرمایا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔

(نشر طیب، مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۹)

نیز مشکوٰۃ میں ترمذی سے حضرت عباس سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں عبداللہ کا بیٹا ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ نے مجھے اور مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے عرب و عجم اور مجھے اچھے فرقے میں یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھے سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا یعنی قریش میں۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں۔ پس میں ذاتی طور پر سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

"یہ بھی فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے۔"

"کہ پاک نفوس سے پاک نفوس میں منتقل ہوتا رہا ان تمام برائیوں سے جو زمانہ جاہلیت میں جاری تھیں میرے آباو امہات ان سے منزہ ہیں"
طبرانی میں حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے

(نصرت طیب مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۱۸)

"غور طلب بات یہ ہے"

کہ آفرینش عالم سے لے کر ظہور قدسی تک جو کچھ ہوا وہ اللہ رب العزت ہی کی قدرت کمالیہ کا مظہر تھا اس نور سے عالم کو وجود میں لایا گیا اس سے تخلیق آدم علیہ السلام اور مراتب انسانیت کی منزلیں طے ہوئیں اس نور سے اللہ جل شانہ کے صفات جلال و جمال کا اظہار ہوتا رہا اور اس نور کی حفاظت پشت آدم علیہ السلام سے پیشانی

فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک

سیدہ ام بتول گیلانی

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ ایمان کی تکمیل کا دارو مدار محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں حضورؐ کی ذات بابرکات کی محبت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی حیات طیبات اس پر گواہ ہیں کہ انہوں نے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا حضور کی رخ انور کی زیارت ان کی سب سے بڑی دولت اور عزیز ترین متاع حیات تھی۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین کو منتقل ہوئی اور بعد ازاں اولیائے کرام اور علمائے راسخین کے ذریعے عامہ مسلمین کے قلوب و اذہان میں جاگزیں ہوئی اسی محبت کی بدولت اہل ایمان کو وصال حبیب کی خواہش دامن گیر رہتی ہے اور وہ ہجر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہتے ہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کی اس کیفیت سے بخوبی آگاہ ہیں اس لئے وہ جب کبھی جس پر مہربانی فرمائیں تو اسے اذن حضوری کا پروانہ جاری فرما کر مدینہ طیبہ کی باریابی کا شرف عطا فرما دیتے ہیں جبکہ بعض غلاموں پر یوں کرم نوازی فرماتے ہیں کہ خواب میں انہیں اپنے دیدار کی سعادت بخش دیتے ہیں اور اپنے بعض محبوبوں کو تو حالت بیداری میں بھی اپنے چہرہ اقدس کی

زیارت سے مشرف فرمادیتے ہیں۔

بہر حال اس سے تو مقدروں والے ہی مستفیض ہوتے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عام مسلمان جن کے دل پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یاد میں دھڑکتے رہتے ہیں وہ کیسے حضورؐ کی زیارت سے اپنے دلوں کی تسکین پہنچائیں اس سلسلے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بڑا احسان فرمایا کہ انہوں نے الفاظ کے آئینے میں حضور کا سراپا پیش فرمایا جسے محدثین نے احادیث مبارکہ کی کتابوں میں محفوظ کردیا جس کا مطالعہ کرکے عشاق رسول اپنی روح کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں متعدد صحابہ کرام نے حضور صلی علیہ و آلہ وسلم کے روئے انور، خدوخال ، قدوقامت، چال ڈھال اور شخصیت کے متعلق اپنے اپنے مشاہدات بیان فرمائے ہیں یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک صحابیہ حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فخر موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جو حلیہ مبارک بیان فرمایا ہے قارئین کی نذر کیا جارہا ہے اس پاک طینت خاتون نے پہلی مرتبہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت فرمائی جب حضور ہجرت کے دوران غار ثور سے نکل کر مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے ام معبد کی خوش بختی ملاحظہ فرمائیں کہ اسی راستے میں وہ رہائش پذیر تھیں اور ان کا یہ معمول تھا کہ اپنے خیمے کے باہر پانی رکھ کر مسافروں کو پلایا کرتی تھیں حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب یہاں پہنچے تو سواری سے اتر کر خوراک کے بارے میں استفسار فرمایا لیکن اس دن گھر میں کچھ بھی موجود نہیں تھا

البتہ خیمے کے کونے میں ایک مریل سی بکری کھڑی تھی حضور نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگی کہ یہ کمزوری کے باعث دوسری بکریوں کے ساتھ باہر نہیں جا سکتی اس لئے گھر پر ہی رہ گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ دودھ دیتی ہے تو اس نے عرض کیا کہ اس کے تھن تو سوکھ چکے ہیں اس نے عرض کیا اگر آپ کو اس کے نیچے دودھ نظر آتا ہے تو دودھ لیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑا برتن لیا اور اپنا دست اقدس اس کی پیٹھ پر پھیرا تو اس نے ٹانگیں پھیلا دیں اور دودھ اتار لیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ دوہنا شروع فرمایا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا اس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں نے پیا اور حضرت ام معبد رضی اللہ عنہ نے بھی سیر ہو کر پیا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔ اور اسی برتن میں دوبارہ بکری سے دودھ دوہنا شروع کر دیا یہاں تک پھر برتن بھر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ام معبد کو دے دیا یہ دیکھ کر ام معبد رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور حضور وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے شوہر گھر آئے اور اس قدر دودھ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے پاک بخت بیوی نے سارا ماجرا سنایا تو کہنے لگا یہ وہی تو نہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے مجھے ذرا اس مبارک شخص کا حلیہ تو بیان کرو چنانچہ ام معبد نے اپنے خاوند کے سامنے سرور کون و مکاں کی تصویر جن الفاظ میں بیان کی وہ عربی ادب کی جان اور مومنوں کے قلب و روح کے لئے باعث اطمینان ہے اس کا

جو اردو ترجمہ مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمت اللعالمین میں دیا ہے وہی یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

"پاکیزہ، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند (پیٹ) کھلی ہوئی نہ چندیا (سر) کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک (آنکھ کی پتلی) سرمگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دبستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ (زیب دینے والا) و دلفریب قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیرین کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی سے مصرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں جب وہ کچھ فرماتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے ہیں، مخدوم مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو" (رحمت اللعالمین ص ۸۸-۸۹)

یہ صفات سن کر وہ بولا کہ یہ تو ضرور وہی قریش کے سردار ہیں جن کی دھوم مچی ہوئی ہے میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ ان سے جا کر ملاقات کا شرف حاصل کروں اور ان کی صحبت اقدس اختیار کروں۔

آخر میں ایک اہم حقیقت کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا اور دیگر جن جن برگزیدہ ہستیوں نے سرور کون

ومکاں کے حلیہ مبارک کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے اپنی بصری قوت، مشاہدہ اور فصاحت و بلاغت کے آئینے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر پیش کرنے کی جو کوشش کی ہے تو درحقیقت یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری اوصاف کی ایک جھلک ہے ورنہ جہاں تک حقیقی اوصاف کا تعلق ہے تو وہ سوائے اللہ

تعالیٰ جل جلالہ کے کوئی نہیں جانتا حضرت امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ انما مثلو اصفاتک للناس کما مثل النجوم الماء سوائے اس کے نہیں کہ انہوں نے تو آپؐ کی صفات کی جھلک لوگوں کو دکھائی ہے جیسا کہ پانی ستارو کی جھلک دکھاتا ہے اور الویا۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضور کا کامل حسن لوگوں کے لئے ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر ظاہر ہو جاتا تو آنکھیں آپ کے دیدار کی تاب نہ لاسکتیں۔

خاتم النبیین کی محققانہ توضیح

مولانا مولوی انوار الحق صاحب بی اے سابق منفی ریاست جوناگڑھ

الحمد اللہ رب العلمین ۔ الصلوٰۃ و السلام علٰی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی الہ و اصحابہ الی یوم الدین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

عزیزان ملت ! جس طرح باپ اپنی اولاد پر شفیق ہوتا ہے اور وہ انہیں زندگی کے ہر پہلو سے حتی الامکان آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کی محبوب اولاد غلطی سے کسی جال میں پھنس کر دینی یا دینوی نقصان نہ اٹھائے اسی طرح پیغمبر جو اپنی امت پر باپ سے ہزار درجے زیادہ شفیق اور رحیم ہوتا ہے اپنی امت کو ہر آنے والی گمراہی سے جسے اس کی نبوی آنکھ دیکھ سکتی ہے اطلاع دے دیتا ہے تاکہ اس کے متبعین غلط فہمی یا غلط روی سے ورطۂ ضلالت میں گر کر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق نہ بنیں یہی وجہ ہے کہ آقائے نامدار سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت شفقت اور نہایت رافت کے باعث اپنی امت کو آج سے تقریباً چودہ سو سال پیشتر ایک نہایت ہی خطرناک گمراہی سے مطلع فرمایا تھا۔ مخبر صادق، فداہ ابی وامی نے غیر مبہم الفاظ میں اعلان فرمایا۔ انہ سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ یعنی میری امت

میں تیس جھوٹے مدعیان نبوت ہوں ہوں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر حضرات کس قدر افسوس اور بربادی کا مقام ہے کہ اس صادق و مصدوق کی تنبیہ کے باوجود آج کتنے لوگ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے کانوں میں روئی ٹھونسے صم بکم عمی فهم لا يعقلون کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔

آج ہمارے ملک میں ایک ایسی قوم موجود ہے جو کبھی عہد انگلشیہ میں ہمارے سید و مولی کا طرہ سیادت اور امتیاز رسالت یعنی ختم نبوت کا تاج تحریروں اور تقریروں سے چھیننا چاہتی تھی اور اب قیام پاکستان کے بعد تو طاقت کے بل بوتے پر اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنا چاہتی ہے مگر یہ تاج تو اس وقت بھی برقرار رہا جبکہ ایک طرف آمنہ کا بیکس دلارا تھا تو دوسری طرف عرب کے بڑے بڑے مشرکین قدم جمائے ہوئے تھے ایک طرف نبوت کا شجر نازک تھا تو دوسری طرف مخالفین کے لاتعداد کلہاڑے تھے ایسی پتلی حالت میں اعلان ہوا والله متم نوره ولو كره الكافرون ۔ وہ نور باوجود رکاوٹوں کے چمکا بڑھا اور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جب نور اس وقت نہ بجھا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یکتا و تنہا تھے اب اسے بجھانے کی کوشش صرف پاکستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو ہی چیلنج نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی دینی اور ملی حمیت کو آزمانا ہے مسلمان قاتل و قتال کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا عاشق رسول توپ تیر و تفنگ کی گرجدار آوازوں سے نہیں دہلتا بلکہ وہ تو بلا و ابتلا کو عشق رسول کا لازمہ سمجھتا ہے

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مسلمان کتنا ہی گنہگار اور بد کار سہی مگر ابھی تک حب رسول کا جذبہ اس کے دل کی گھاٹیوں میں موجود ہے اور اس دینی انحطاط کے زمانے میں بھی ختم نبوت کی شمع بجھانے کی کوشش کرنے والے کروڑوں پروانوں کو اس کے دفاع یا اس کی دفاعی کوشش میں قربان ہونے والا پائے گا۔ یہ دعوئی نبوت کچھ نیا نہیں۔ اس سے پہلے بھی بفحوائے حدیث ایسے متعدد دجال ہو چکے ہیں۔ خود خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان میمنت لزوم میں بعض سرپھروں نے ایسے ہی بے پر کی اڑائی تھیں کہ جس طرح زمانے نے ان کذابوں کے وجود نامسعود کو صفحہ ہستی سے نابود کیا، اسی طرح ان کی نبوت کو بھی ان کے ساتھ پیوند خاک کر دیا، ان میں سے بعضوں کو بڑی حیرت انگیز کامیابیاں ہوئیں اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ان کے حبالہ بیعت میں داخل ہوتے مگر جس طرح بارانی سبزی چند روزہ ہوتی ہے اس طرح یہ موقت روئید گی بھی حق کی تابش کے ساتھ **فاصبح ھشیماتذروہ الریاح** کا نمونہ بن گئی۔ اسود عنسی، مسیلمہ، سجاح اور طلیحہ اسدی تو حضور کے عہد باسعادت میں ہوئے۔

اسود یمن کا باشندہ تھا حضورؐ کی مرض الموت میں مرتد ہو کر یمن میں ادعائے نبوت کا علم بلند کیا سرور کون ومکان نے انہی ایام میں خواب دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں۔ جن سے آپ کو انقباض ہوا، آپ نے پھونک ماری تو معاً دونوں غائب ہو گئے آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں کنگن یہی دو دجال ہیں ایک مسیلمہ اور دوسرا اسود۔ دعوئی نبوت کے بعد آندھی کی طرح اٹھا اور تھوڑے ہی دنوں میں حاکم

یمن شہر بن بازان کو قتل کر کے انا ولا غیری کا نقارہ بجانے لگا۔

یہ سارے واقعات جب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک تک پہنچے تو فرمایا اسود فلاں روز فلاں مقام پر قتل کر دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ اسی دن معین مقام پر فیروز بن عاصم کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

مسلیمہ ۱۰ھ میں قوم کا نمائندہ بن کر مکہ میں مسلمان ہوا جب گھر گیا تو دو قاصدوں کے ذریعہ خط بھیج کر نبوت میں شراکت کی التجا کی آپ کے ہاتھ میں اس وقت کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا کہ اگر وہ اس معاملے میں یہ کھجور کی ٹہنی بھی مانگے تو میں اسے نہیں دے سکتا معلوم ہوتا ہے کہ ان خبیثوں نے یہ سمجھا ہوا تھا کہ نبوت بھی کوئی خالہ زاد چیز ہے کہ جس نے چاہا ترقی کر کے حاصل کر لی یا فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی پر موقوف ہے کہ جسے چاہیں امر نبوت میں شریک کر لیں حالانکہ منصب نبوت عطیہ خداوندی ہے نہ ایک وہبی نعمت ہے نہ کہ اکتسابی۔ **اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ**

مسلیمہ نے بھی تھوڑے ہی عرصے میں تعجب خیز طاقت حاصل کی۔ مگر آخر کار صدیقی خلافت میں حضرت وحشیؓ نے اسے جام ہلاکت پلا کر صفحہ زمین کو اس وجود مردود سے پاک کر دیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حالت کفر میں حمزہ جیسے بہترین مسلمان کو شہید کیا اور حالت اسلام میں مسلیمہ جیسے بدترین کافر کو قتل کیا اللہ تعالیٰ اس جرات کے بدلے میں اس کفارے کو قبول فرمائے۔

سجاح اور طلیحہ بعد میں مسلمان ہو گئے سجاع تو امیر معاویہ کے زمانہ تک زندہ رہی مگر طلیحہ

اس نے کبھی بھی دربار اتنی پیچ لیا

نچ ہے۔ فاما الزبد فیذھب جفاء و اماما ینفع الناس فیمکث فی الارض

عزیزو! حضور کی ختم نبوت پر حملہ کرنے والا گویا خود حضورؐ کی نبوت مطلقہ پر حملہ کررہا ہے کیونکہ حضورؐ کی نبوت مطلقہ اور آپ کی ختم نبوت کچھ الگ الگ چیزیں نہیں کہ ایک کو پارہ پارہ کرنے کے بعد دوسرے کو صحیح و سالم رکھا جاسکتا ہے۔ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ اب اختتام دنیا تک آپ ہی کی نبوت قائم رہے گی اور آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آکر آپ کی نبوت کا خاتمہ نہ کرے گا اب ایک شخص یوں کہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی تو مانتا ہوں لیکن نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد بھی جاری رہے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضورؐ ایک خاص اور محدود زمانے تک نبی ہیں اس کے بعد تخت نبوت کسی اور کے حوالے کردیا جائے گا اور اس کے نام پر سکہ نبوت مضروب ہوگا تو کیا اس عقیدہ کے ضمن میں حضور کی نبوت مطلقہ کا انکار نہیں کیا جاتا۔

اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اس پر آشوب و پرفتن وقت میں مستوہ آیت مقدسہ کی ذرا وضاحت کے ساتھ تشریح کروں تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ ختم نبوت کا مسئلہ ایک منصوصی مسئلہ ہے جس پر آج تک خلف اور سلف کا اجماع رہا ہے سوائے چند مجہول اور غیر معقول لوگوں کے ساری امت مسلمہ کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت سرتاج انبیاء اور سرخیل رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر منقطع ہو گیا۔ اب حضور کے بعد کسی رنگ میں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے والا بالا

جماع کافر اور مرتد ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسو اللہ و خاتم النبیین کا

لفظی ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ

نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اس آیت میں رب العزت جل شانہ

نے تین چیزیں بیان فرمائیں جو بظاہر غیر مرتبط اور ایک دوسرے سے اجنبی معلوم

ہوتی ہیں مگر حقیقت میں وہ ایک دوسرے سے گہرا حکیمانہ تعلق رکھتی ہیں اور انسان

جب انہی نکات اور معجبانہ نظام کو دیکھتا ہے تو وہ بطوع و کرہ قرآن کے منجانب اللہ

ہونے کا اعتراف کرتا ہے آیت میں اول بیان فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ پھر فرمایا وہ تو خدا کے رسول ہیں

اور پھر ارشاد ہوا وہ تو خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت کی تشریح و تفسیر اور ربط و نظم بیان کرنے سے پہلے اس کا شان نزول

عرض کرتا ہوں تاکہ تفصیل آیت کو سمجھنے میں کسی قسم کا خفا اور ابہام نہ رہے زید

بن حارثہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت پیارے اور آزاد کردہ غلام تھے۔ بچپن میں

ایک دفعہ جب اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ننھیال کو جا رہے تھے تو راستے میں بنو قیس نے

قافلے کو لوٹا۔ مال غنیمت میں حضرت زید بھی تھے جنہیں مکہ کے بازار میں حکیم بن حزام

نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے لٹیروں کے ہاتھ سے خریدا۔ حضرت خدیجہؓ

جب حضورؐ کے نکاح میں آئیں تو آپ نے ہدیۃً حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ کچھ

عرصے کے بعد حضرت زید کے والد کو ان کی غلامی کا حال معلوم ہوا تو وہ اپنے بھائی کعب کی معیت میں انہیں چھڑانے کے لئے مکہ تشریف لائے جب رحمت مجسم سے ملاقات کی اور اپنا مافی الضمیر بیان کیا تو حضور نے زید کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ اے زید تمہارا باپ اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں میں نے تمہیں بلامعاوضہ آزاد کر دیا ہے اب تمہیں اجازت ہے کہ ان کے ساتھ سدھارو یا یہیں رہو۔ حضرت زید کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے۔ عرض کی حضور باپ اور چچا اور سارے گھر والوں کے ساتھ آزاد رہنے کے مقابل میں آپ کا غلام رہنا پسند کرتا ہوں۔ آقائے نامدار نے جب زید کی زبان سے یہ جواب سنا تو سینے سے لگالیا اور فرمایا آج سے تم زید بن حارثہ نہیں بلکہ زید بن محمد ہو۔ حضرت زید کے والد اور چچا مجبور آ بیٹے کی رضامندی پر راضی ہو کر چلے گئے۔

مسلمانو! غور کا مقام ہے حضرت زید کے بچپن کا زمانہ ہے مگر پھر بھی وہ ایک طرف تو آزادی پر سید المرسلین کی خدمت کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ اپنے سارے خون کے رشتوں کو حب نبوی پر قربان کر دیتے ہیں۔

حجتہ الوداع میں جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یمن سے سو اونٹ لائے تو فخر موجودات نے اپنی عمر شریف کے تریسٹھ سالوں کے مقابل میں تریسٹھ اونٹ نحر کئے جانے کا حکم فرمایا حضرت اسد اللہ اونٹوں کو ایک صف میں کھڑا کر کے ہاتھ میں نیزہ لئے نحر کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں مگر اونٹ آپ کو آگے بڑھتا دیکھ کر جان بچانے کے لئے پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور حضرت علی کے ہاتھ سے نیزہ لیتے ہوئے ہیں اور خود اپنے مقدس ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے تیار ہوتے

ہیں حاضرین نے دیکھا کہ وہی اونٹ جو شیر خدا کے آگے بڑھنے سے پیچھے ہٹتے تھے مدنی تاجدار کے ہاتھ میں نیزہ دیکھ کر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنے سینوں کو پیش کرتے ہیں گویا زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے حبیب آپ کے ہاتھ ذبح ہونے کی لذت پر ہماری زندگیاں قربان ہیں اور آپ کا نحر فرمانا اس حیات مستعار سے ہزار درجہ محبوب و مرغوب ہے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی
ہمہ آہوان صحرا سرخود نہادہ برکف
بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

تو جب جانور اس جان جہاد بلکہ جان جاں کے ذبح کو حیات پر ترجیح دیں تو پھر انسان کیوں نہ اس در کی غلامی کی باہر کی آزادی بلکہ سلطانی پر ترجیح دے گا۔

حضرت زید نے جو حب رسول کے مقابلے میں جو سب اقارب کو ٹھکرایا اس کی وجہ ایک ہندی شاعر نے نہایت ہی لطیف پیرائے میں بیان کی ہے۔

نین سگا سوئی سگا ہاڑ سگا نہیں ہوئے
ماں بینٹی تریا چرے اچرج جگ کو ہوئے

یعنی محبت کا رشتہ ہی حقیقی رشتہ ہے۔ خون کا رشتہ کچھ اتنا وقیع اور قابل اعتنا نہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ عورت اپنے خون کے رشتوں کو چھوڑ کر اپنے محبت کے رشتہ دار خاوند کے پاس چلی جاتی ہے۔

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے

یہ رشتہ دینوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

اسی واسطے تو جب حضور جنگ احد میں زخمی ہوئے اور دندان مبارک کی شہادت کے ساتھ ساتھ جبیں سعادت بھی خون آلود ہوئی اور گڑھے میں گر کر جب نبوی چاند نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اشقیا نے شہادت کی خبر بے پر کی اڑائی ایک انصاریہ عاشقہ رسول کو جب مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو شمع نبوت کی پروانہ دیوانہ وار گھر سے نکل پڑی۔ ہر صادر و

وارد سے حضور کا حال پوچھتی مگر کسی نے تو اسے بیٹے اور خاوند کی شہادت کا بتایا اور کسی نے تو اسے باپ اور بھائی کی موت پر شہادت کا بتایا آخر کار اس متقیہ نے بکمال عقصب فرمایا کہ اے لوگو! میں تم سے سلسلہ نبوت کی آخری کڑی کی صحت وسلامتی کا پوچھتی ہوں مگر افسوس تم مجھے میری ابوت نبوت کی کڑیوں کے ٹوٹنے کا حال سنا رہے ہو تھوڑی ہی آگے بڑھی تو دیکھا کہ سید المرسلین قلب دفاتر کی تسکین ماتھے پر پٹی باندھے آہستہ آہستہ تشریف لا رہے ہیں دوڑیں اور قدموں پر نثار ہو کر بولیں

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا

اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

خیر جب زید بن محمد جوان ہوئے تو حضور نے عبداللہ بن جحش سے ان کی بہن زینب کی خواستگاری فرمائی۔ حضرت زینب کو جب اس بات چیت کا علم ہوا تو انہوں نے خود

سید الکائنات کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میرے لئے ایک آزاد کردہ غلام کو منتخب فرمایا ہے کیا میں آپ کی پھوپھی زاد بہن اور حسب و نسب میں اس سے بدرجہا بہتر نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب کچھ درست ہے مگر میں نے اسے ہی تیرے لئے پسند کیا ہے اس جواب سے حضرت زینب کو کمال رنج ہوا۔ ماکان لمومن ولا مومنته اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیراۃ من امرھم کے حکم کے مطابق انہیں چون و چرا کی کوئی گنجائش نہ رہی اور مجبوراً راضی برضائے رسول ہو کر حضرت زید کے نکاح میں آ گئیں اگرچہ زینب اس وقت تو کچھ مزید عرض نہ کر سکیں مگر شادی کے بعد حضرت زید سے نہ بنی اور بالآخر ... نے تنگ آ کر انہیں طلاق دے دی چونکہ عرب میں متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس لئے اس کی عورت سے نکاح کرنا ایسے ہی حرام سمجھتے تھے جس طرح حقیقی بہو سے۔ کیونکہ یہ آگے چل کر بہت بڑے مفاسد کا منبع بن سکتا تھا اس لئے رب العزت نے اپنے حبیب لبیب کے ذریعے قولاً اور فعلاً اس غلطی کی اصلاح فرما دی۔ ایک طرف تو حکم دیا کہ ادعوھم لاباھم ھو اقسط عند اللہ یعنی لے پالک لڑکوں کو ان کے حقیقی آباء کی طرف نسبت کر کے بلاؤ۔ یہی بات اللہ تعالیٰ ... قریب قرین انصاف ہے جناب زید بن محمد پھر زید بن حارثہ کے نام سے پکارے جانے لگے اور دوسری طرف عملاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زید کی مطلقہ حضرت زینب بن جحش سے نکاح کر لینے کا حکم ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر ربی ان سے نکاح کر لیا تو کفار اور منافقین نے طعنہ زنی شروع کی کہ دیکھو محمد

نے اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کر لیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی

ماکان محمد ابا احد من رجالکم

یعنی اے لوگو! حضرت محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں

تو پھر تم کس طرح زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا قرار دے کر انہیں ہدف مطاعن بناتے ہو۔ آیت کے اس ٹکڑے میں ایک معجزانہ پیش گوئی بھی ہے کہ حضور کی نرینہ اولاد نہ رہے گی۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے ہوئے تھے مگر وہ سب کے سب عالم شیر خوارگی میں انتقال فرما گئے تھے چونکہ وہ حد رجولیت کو نہ پہنچے تھے اس لئے **من رجالکم** کا اطلاق ان پر نہیں ہو سکتا۔ حضرت طیب اور حضرت قاسم جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تھے دو اور تین ماہ کے اندر ہی دار آخرت کو سدھار گئے اور حضرت ابراہیم جو ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھے اٹھارہ مہینے کے ہو کر داغ مفارقت دے گئے۔

اب چونکہ اس ٹکڑے میں ابوت کے للرجال کی نفی کر دی گئی ہے اور نسب ہمیشہ مرد سے چلتا ہے اس واسطے یہاں کافروں اور منافقوں کا یہ مقولہ ٹھیک ہو جاتا تھا کہ نعوذ باللہ محمد احترم اور ابتر ہیں اور خود اپنی اولاد ذکور تو ہے نہیں اور جسے متبنیٰ بنایا خود ہی اس کے نسب کو باطل کر دیا تھا چونکہ باعث کونین کو ایک گونہ ملال ہو سکتا تھا اس لئے لکن حرف استدراک لا کر اس شائبہ ملال کو رفع فرمایا کہ اے حبیب اگرچہ آپ کا جسمانی سلسلہ ذکور تو نہیں مگر آپ رسول ہیں اور رسول چونکہ امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اس لئے آپ رنجیدہ نہ ہوں جسمانی نسب منتفی ہونے کے باوجود روحانی سلسلہ موجود

رہے گا جس میں کاملین امت نبوی رنگ سے مصبوغ ہو کر ہمیشہ روحانی فرزندی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔

اب ولکن رسول اللہ فرما کر اگرچہ جسمانی سلسلہ کی جگہ روحانی سلسلہ تو عطا فرمادیا گیا مگر یہ مژدہ بھی کچھ کامل تسلی کا باعث نہ بن سکتا تھا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ یہ سلسلہ دوسرے نبی کے آجانے پر منقطع ہو جائے اور وہی اولاد جسے کل تک سید المرسلین کی ابوت کا فخر تھا آج ان کا انتساب دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے اس لئے خاتم النبیین بڑھا کر یہ مزید فضیلت اور تسلی فرائی کہ اے حبیب آپ سے پہلے تو ہر رسول کا روحانی نسب دوسرے رسول کی آمد پر منقطع ہو جاتا تھا مگر اب خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد اب اور کوئی نبی نہیں آئے گا کہ آپ کے روحانی سلسلہ نسب کو منقطع کر سکے اب آپ کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہی اشارہ ہے **انا اعطیناک الکوثر** میں بھی

تو گویا آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد تو نہیں مگر آپ کا روحانی سلسلہ قیامت تک رہے گا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں کہ آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔ سچ ہے

لانبی بعدی زاحسان خدا
است

پردہ ناموس دین مصطفیٰ
است

ماہ ربیع الاول اور میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا خلیل الرحمن قادری نقشبندی گلوذئی پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ الموعظۃ الحسنۃ (القرآن)۔

(۱) ماہ ربیع الاول، ماہ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے عزیز دوستو ربیع الاول شریف کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضور پرنور شافع یوم النشور باعث ایجاد عالم فخر آدم امام الانبیاء۔ محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی ہے اور آپ کے نورانی قدموں نے اس ظلمت کدہ عالم کو بقعۂ نور بنایا اسی ماہ کی بارھویں تاریخ کو حضور سراپا نور صلی اللہ وسلم کے نور کا ظہور ہوا اور دنیا کا گوشہ گوشہ اسی نور سے پر نور ہوا اور دنیا کا منظر ایسا نظر آنے لگا کہ شعر

نور اندر نور باہر کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

(۲) خلقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

امام عبدالرزاق حضرت جابرؓ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ قال قالت یارسول

الله بابی انت و امی اخبرنی عن اول شیئی خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذلک النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا نار قلم والجنته ولا نار ولا ملک و لا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا الانسی فلما اراد الله ان یخلق الخلق قسم ذلک النور اربعته اجزاء الحدیث بطوله

رغ - مواہب اللدنیہ ۱/ ۹ السیرہ الجلیتہ ۱/ ۵۰ زرقانی علی المواہب "۱/ ۶۳

ترجمہ:۔ "حضرت جابرؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان، نہ زمین تھی نہ سورج نہ چاند تھا، نہ جن اور نہ ہی انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کردیا پہلے حصے میں قلم بنایا دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے

آسمان بنائے دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ"

۳ حضورؐ کو نبوت کب ملی

جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ قال قالوا یارسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال و آدم بین الروح والجسد۔ ترجمہ:- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں "کہ صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کب واجب کردی گئی تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مرحلے میں تھے"۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۳

اور اسی صفحہ پر مشکوٰۃ شریف میں یہ بھی روایت ہے باب فضائل سید المرسلین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی عند الہ مکتوب خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینتہ ۵۱۳ مشکوٰۃ شریف۔ ترجمہ:- "میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین لکھا جاچکا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کا پیکر خاکی ابھی تیار کیا جارہا تھا۔"

۴۔ کائنات حضورؐ کے نور سے پیدا ہوئی

محدث ابن جوزیؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا" کہ اول ماخلق اللہ نوری و من نوری خلق جمیع الکائنات المیلاد نبوی"

صفحہ ۲۲

ترجمہ:- "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور بعد ازاں میرے نور سے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا۔

اسی طرح سیرۃ الحلبیتہ میں ایک روایت علامہ علی بن برہان الدین نے نقل کی ہے جسے

حضرت امام زین العابدین رضؓ اپنے والد امام حسین رضؓ اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم " قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم علیہ السلام باربعتہ عشر الف عام

ترجمہ:- " حضورؐ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے مولا کی بارگاہ نور کی صورت میں موجود تھا۔"

عزیز بھائیو یہ چند روایتیں خلقت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھیں لیکن صحیح وقت کا تعین مشکل ہے اس سلسلے میں مختلف ائمہ نے ایک روایت ذکر کی ہے جسے علامہ حلبی نے " انسان العیون " میں نقل کرتے ہوئے لکھا ہے

عن ابی ہریرۃؓ " ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئال جبریل فقال یا جبریل کم عمرت من السنین فقال یا رسول اللہ لست اعلم غیر ان فی الحجاب الرابع نجما یطلع فی کل سبعین الف سنتہ مرۃ رائتہ اثنین و سبعین الف مرۃ فقال یا جبریل و عزۃ ربی جل جلالہ انا ذلک الکوکب " (انسان العیون معروف بہ سیرۃ الجلبیہ 49/1 و روح البیان)

ترجمہ:- " حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریل امین سے دریافت فرمایا جبریل یہ تو بتاؤ کہ تمہاری عمر کتنی ہے حضرت جبریل نے عرض کیا آقا عمر کا تو مجھے صحیح اندازہ نہیں لیکن اتنا یاد ہے

کہ ساری کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حجابات عظمت میں سے

چوتھے پردہ عظمت میں ایک نورانی ستارہ چمکا کرتا تھا اور وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد

ایک مرتبہ چمکتا تھا آقا میں نے اپنی زندگی میں وہ نورانی ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے

حضور تبسم کناں چہرہ انور کے ساتھ فرمانے لگے جبریل مجھے اپنے رب ذوالجلال کی

عزت کی قسم وہ چمکنے والا ستارہ میں ہی ہوں۔" سبحان اللہ کیا شان محبوبیت ہے

ان روایات سے ثابت ہوا کہ رب ذوالجلال نے ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

تمام کائنات سے پہلے نور کی صورت میں پیدا فرمایا

۵ ولادت باسعادت

حضرات پہلے گزر چکا ہے کہ ماہ ربیع الاول کتنا بابرکت مہینہ ہے دوسرے مہینوں پر ماہ ربیع الاول کی فضلیت کی وجہ یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں سید الانبیاء امام المرسلین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوتی ہے جب ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو جس سال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک ہوئی تو کائنات میں وہ پورا سال جشن منایا گیا رب کریم نے پوری دنیا کے مکینوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمایا اور روتے زمین کو سرسبز و شاداب کردیا زمین پر گلے سڑے درختوں کو پھلوں سے بھر دیا ہر سمت رحمتوں اور برکتوں کی بھرمار کردی قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمادی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا۔

ان حالات کو سیرت الحلبیہ میں یوں بیان کیا ہے

"وکانت تلک السنتہ التی حمل فیھا برسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یقال لہاسنتہ الفتح والا بتہاج. فان قریش کانت قبل ذلک فی جدب وضیق عظیم فاحضرت الارض وحملت الاشجار واتاہم الرغدمن کل جانب فی تلک السنتہ(سیرۃ الحلبیہ صفحہ)۷۸)

ترجمہ:۔ "جس سال نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہؓ کو ودیعت ہوا وہ فتح و نصرت ترو تازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا اہل قریش اسے قبل معاشی بدحالی عسرت اور قحط سالی میں مبتلا تھے ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ زمین کی شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور سوکھے درختوں کے پژمردہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا اہل قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔" (خصائص کبریٰ صفحہ ۴۷

۶ لطف و کرم:۔ کتب سیرت میں یہ بھی روایت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے سال ولادت اپنا لطف و کرم اور بے پایان بخشش فرمائی کہ اس سال دنیا کی ہر خاتون کے ہاں اولاد نرینہ ہوئی متعدد کتب میں اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں

"وعن عمرو بن قتیبتہ قال سمعت ابی و کان من اوعیتہ العلم قال لما حضرت ولادۃ آمنتہ قال اللہ تعالیٰ للملئکتہ افتحوا ابواب السماء کلہا الخ"۔ انوار محمدیہ للنبہانی السیرۃ الجلیلتہ

ترجمہ:۔ عمرو قتیبہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو متبحر عالم تھے کہ جب

حضرت آمنہ کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کو یہ مقدر کر دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے لڑکے جنیں۔"

عزیز بھائیو! دیکھا آپ نے کہ رب ذوالجلال اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کیسی کیسی خوشیوں کو اہل دنیا پر نزول فرماتا ہے یعنی پورا سال ولادت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے نزول کے ذریعے جشن منایا لیکن جب ظہور قدسی کی وہ سعید گھڑیاں قریب آئیں جن کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا تو خود خالق موجودات جل جلالہ نے اس خلاصہ کائنات کی آمد پر ایسی خوشی مسرت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ کوئی عالم امکان میں اس طرح کا جشن نہیں منا سکے گا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی دنیا میں آمد پر کل کائنات پست وبالا کی ہر چیز کو اس موقع پر مزین کر کے استقبال فرمایا۔

مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے اتنا چراغاں کیا کہ کائنات کی ہر چیز چمک اٹھی چنانچہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو شہنشاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہونے کا عدیم النظیر شرف حاصل ہوا آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس عظیم لخت جگر کی پیدائش کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

"فلما فصل منی خرج معہ نور اضاء لہ مابین المشرق الی المغرب"

ترجمہ:- "جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جسے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے (طبقات ابن سعد و سیرہ ابن ہشام)

اور حضرت آمنہؓ سے ہی ایک روایت یوں مروی ہے

"انہ اخرج منی نور اضاء لی بہ قصور بصریٰ من ارض الشام۔" (سیرۃ ابن ہشام سیرۃ الحلبیتہ طبقات ابن سعد)

ترجمہ:- بے شک مجھے ایسا نور نکلا جس کی ضیا پاشیوں سے سرزمین شام میں بصرہ کے میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے

دوستو یہ احادیث و روایات تو وقت ولادت کے ساتھ متعلق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب چراغاں کر دیا

اس ضمن میں کتب سیر میں یہ بھی روایت ہے کہ "جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ صاحب بطور امانت حضرت آمنہؓ کے بطن مبارک میں منتقل ہوا تو وہ رات جمعتہ المبارک کی رات تھی اس رات اللہ تعالیٰ نے رضوان کو حکم دیا کہ جنت کے سارے دروازے کھول دے اور ایک منادی نے یہ ندا دی کہ وہ سعید ساعت قریب آ گئی ہے کہ جس میں بشیر و نذیر ہادی کائنات اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے"

۷ چوپائے بول پڑے :-

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "کہ انتقال نور کی اس رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا جو نور سے منور نہ ہوا ہو اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہو گئے تھے اور آپس میں اس

ظہور قدسی کے متعلق باتیں کرتے تھے اور بشارتیں دیتے تھے۔" (زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۰۵)

۸ ستارے قمقمے بنے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہم جب جشن مناتے ہیں تو اپنی بساط کے مطابق روشنیاں کرتے ہیں قمقمے جلاتے ہیں گھروں محلوں اور بازاروں کو روشن کرتے ہیں لیکن وہ خالق کائنات جس کی بساط میں شرق و غرب ہے اس نے جب چاہا کہ میں اپنے محبوب کی میلاد پر چراغاں کروں تو نہ صرف شرق سے غرب تک کی کائنات کو منور کردیا بلکہ آسمانی کائنات کو بھی اس خوشی میں شامل کرتے ہوئے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کردیا حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقیفہ فرماتی ہیں

"لما حضرت ولادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رائیت البیت حین وضع قدا متلاً نوراً" ولایرت النجوم تدنو حتیٰ ظننت انہا ستقع علی سیرۃ الحلبیتہ۔ انوار محمدیہ ۲۵)

ترجمہ:۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں"

سبحان اللہ رب کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے موقع پر کیسا جشن فرمایا اور کل کائنات کو ان خوشیوں میں شریک کر کے مسرور فرمایا سوچنے کا مقام

ہے کہ رب ذوالجلال نے اپنے پیارے محبوب حضور پرنور شافع یوم النشور باعث ایجاد عالم فخر آدم نور مجسم امام الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرما کر کل کائنات اور اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتنا عظیم احسان فرمایا کہ جس کا شکریہ ہم زندگی بھر ادا کرتے رہیں تو ادا نہ ہو سکے

۹ احسان عظیم:-

عزیز بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ قرآن کریم کو غور سے دیکھیں اور پڑھیں تو رب کائنات کی طرف سے آپ کو کہیں بھی یہ نہ ملے گا کہ کسی جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی نعمت کو لفظ احسان کے ساتھ بیان فرما کر اپنا احسان جتایا ہو۔

ہاں بھائیو! صرف ایک ہی نعمت ایسی ہے اور ایک ہی اس کا عطیہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے لفظ احسان کے ساتھ ذکر فرما کر اس احسان کو جتایا اور وہ احسان عظیم حضور سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "**لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ۔**" **الآیہ پارہ ۴ رکوع ۸**

ترجمہ:- "بے شک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اسے پہلے گمراہی میں تھے" (کنزالایمان)

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خالق کون و مکان نے ہم پر جتنے احسانات فرمائے ہیں اور جتنی نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں یہ سب کچھ بطفل اس ذات والا صفات کے

استفتار مع الجواب

خلیل الرحمن قادری نقشبندی صاحب

گلوزئی پشاور

نمبر ا۔ علماء دین متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول شریف میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد از روئے شرع شریف جائز ہے کہ نہیں

نمبر ۲۔ محفل میلاد شریف کے اختتام پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے

نمبر ۳۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ناجائز ہے اور بدعت ہے۔

مہربانی فرما کر جواب باصواب مدلل ارقام فرما کر مشکو فرمادیں۔ بینوا توجروا

محمد عمران ذکریا کاکشال پشاور ۹۶۔۷۔۱

الجواب

(۱) واضح ہو کہ ماہ ربیع الاول شریف کو شرف اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے اس ماہ مقدس میں بڑے عقیدت و احترام کے ساتھ عالم اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرے کئے جاتے ہیں اور جس طرح ماہ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کی عظیم و شان کے طفیل دیگر مہینوں پر انفرادیت اور امتیاز عطا فرمایا اسی طرح ماہ ربیع الاول کے امتیاز اور اس کے شان علو کی وجہ سے اس میں صاحب قرآن کی تشریف آوری ہے صفحہ ۶۹ جشن میلاد۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری رب ذوالجلال کی طرف سے نعمت عظمیٰ ہے ایسی

نعمت جس سے بڑھ کر دوسری کوئی نعمت ہے ہی نہیں۔ تو پھر ایسی نعمت کا چرچا اور ذکر خیر کیوں نہیں کیا جائے بلکہ ایسی نعمت عظمیٰ کا تذکرہ کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "(واما بنعمت ربک فحدث ۔ (القرآن) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تذکرہ کرو۔ ثابت ہوا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک دنیا کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے تو دنیا والوں پر لازم ہے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا کریں خصوصاً "ماہ ربیع الاول میں) اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت عظمیٰ ہونا خود قرآن کریم سے ثابت ہے ارشاد خداوندی ہے (وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین) یعنی میرے محبوب نہیں بھیجا میں نے آپ کو مگر تمام عالموں کے لئے رحمت۔ سبحان اللہ اور عالمین کا اطلاق ہوتا ہے اللہ کے سوا کل کائنات پر۔ پھر یہ کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت رب ذوالجلال نے زمین و آسمانوں میں ایسی خوشیوں کا سماں بنایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک روایت اس ضمن میں درج کی جاتی ہے ملاحظہ ہو

(وعن عمرو بن قتبیتہ قال سمعت ابی و کان من اوعیتہ العلم قال لما حضرت ولادۃ آمنہ قال اللہ تعالیٰ للملٰئکتہ افتحو ابواب السماء کلہا وابواب الجنان الخ ۔ انوار محمدیہ اللنبہانی صفحہ ۲۲ وسیرۃ الجلبیتہ صفحہ ۷۸)

ترجمہ:۔ عمرو بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو متبحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہؓ کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے

فرشتوں سے فرمایا تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے لئے یہ مقدر کردیا کہ وہ حضور کی برکت سے لڑکے جنیں) انتہی۔

اس کے علاوہ پھر رب کریم نے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں نعمت کی شکل میں تشریف آوری پر ہمیں بھی خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے ارشاد ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔ (القرآن)

یعنی میرے محبوب فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے سبب جوان پر ہوا خوشی منائیں۔ اور مفسرین حضرات کے نزدیک فضل اور رحمت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود مراد ہے پس ان روایات سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں انعقاد محفل میلاد شریف اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا یہ کہ جائز ہے بلکہ لازم ہے۔

(۲) میلاد شریف کے اختتام پر کھڑے ہو کر صلواۃ وسلام پڑھنا شرعاً جائز اور باعث اجر عظیم ہے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ صلواۃ وسلام بحالت قیام پڑھنا جائز ہے (مخفی نرہے) کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب علماء دیوبند کے مستند پیشوا اور جید عالم دین بھی ہیں اور استاد کل بھی ہیں۔

اب نزھتہ المجالس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

القیام عند ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لا انکار فیہ فانہ من البدع

المستحسنتہ و قد افتی جماعتہ باستجابہ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسم و قال جماعتہ بوجوب الصلواۃ علیہ عند ذکرہ و ذالک من الاکرامہ و التعظیم و اکرامہ و تعظیمتہ واجب علی کل مؤمن ولاشک ان القیام لہ عند الولادۃ من باب التعظیم والاکرام (قال المؤلف) والذی ارسلتہ رحمت اللعالمین لو استطعت القیام علی راء سی نفعلت ابتغی بذلک الزلفیٰ عند اللہ عزوجل انتہی) نزھتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۳

ترجمہ:- قیام جو ذکر ولادت کے وقت کیا جاتا ہے اس میں کسی کو انکار نہیں کیونکہ یہ بدعات مستحسنتہ میں سے ہے اور ایک جماعت علماء کرام نے قیام کے مستحب ہونے پر فتویٰ دیا ہے اور ایک جماعت نے ذکر ولادت کے وقت صلواۃ وسلام پڑھنے پر وجوب کا فتویٰ دیا ہے اور ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و تعظیم کے لئے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کھڑا ہونا ذکر ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تعظیم ہی ہے)

مؤلف نزھتہ المجالس کہتا ہے کہ ہماری قسم ہے رب ذوالجلال پر جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے کہ اگر مجھے سر پر کھڑے ہونے کی طاقت ہوتی تو میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتا سبحان اللہ یہ ہے سچی محبت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) سچ فرمایا سالک نے

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا است

کسے کہ خاک درش نیست خاک

برسراو)

مذکورہ عبارت سے ظاہر ہوا کہ مجلس میلاد شریف بحالت قیام درود و سلام پڑھنا بلاچون وچراجائزاور باعث اجر عظیم ہے

خداوند کریم ہمارے دلوں کو اپنے محبوب کی محبت سے منور فرمائے (آمین)

شعر:-

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اب شیخ العلماء مفتی جامع ازہر (مصر) کا فتوٰی ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے ہیں:- ان الانکار من الوقوف عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم

والتشنیع علی فاعل ذلک بالتشبیہہ بالمجوس اوبا الروافض لیس علی ماینبغی لان کثیرا من الائمتہ استحسن الوقوف المذکور بقصد الاجلال و التعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم و ذالک امر لا محذور فیہ) المہند علی المفسد صفحہ ۱۵

ترجمہ:- جناب حضرت شیخ سلیم البشریٰ شیخ العلماء بالجامع الازہر (بمصر)